© rasailojaraid.com

کر دیگا۔ نہ بچ جائے اسکی رحمت سے کوئی شخص اہل نار سے حکم دیگا۔ فرشتوں کو کہ وہ نکالیں جہنم سے اس شخص کو جو خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا تھا ان لوگوں میں سے کہ جن سے خدا مہربانی کا ارادہ کرتا ہے ان لوگوں میں سے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس حدیث میں بار بار لفظ اراد کو ذکر کیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ خدا کی مشیت کا تعلق صرف مومن ہی سے ہے نہ کافر سے اس سے معلوم ہوا کہ جہنم سے خروج کی شکل صرف مومن ہی کیلئے ہے نہ کافر کیلئے یعنی یہ حدیث بعینہ آیت ان اللہ لا یغفر الخ کی تفسیر ہے اور اسکے بعد والے ٹکڑے سے اور بھی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مشرک جہنم سے کبھی نکلیگا کیونکہ وہاں ایک مومن کے متعلق بتایا گیا ہے کہ جہنم سے آخری نکلنے والا شخص یہی ہوگا اور جنت میں سب سے بعد میں داخل ہونیوالا یہی شخص ہوگا یعنی اس کے بعد نہ کوئی جہنم سے نکلیگا اور نہ کوئی جنت میں داخل ہوگا بلکہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیگا۔ اور اس جگہ سے تبدیل نہ ہوگا۔ ان تمام ادلہ سے جہنم کی بقا بخوبی ثابت ہوگئی قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس سے صراحتاً یہ معلوم ہوتا ہو کہ جہنم فنا ہو جائیگی اور اگر خدا تعالیٰ کو جہنم فنا کرنی تھی تو انبیاء کے بھیجنے کی کوئی ضرورت نہ تھی انبیاء دنیا میں آئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں اور پھر بھی انکے دشمن بھی اچھے رہے کیونکہ وہ بھی جنت میں گئے دوسرے تابعدار غیر تابعدار میں کوئی امتیازی حیثیت نہیں ہوئی۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ تابعدار غیر تابعدار سے افضل ہوتا ہے۔ (باقی باقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت صحابہ کرام سے

(از مولوی محمد ابو الخیر پریوائی پرتاپگڈھی متعلم جماعت ثالثہ رحمانیہ)

برادران ملت۔ خداوند لایزال کا یہ دستور ہے کہ جب دنیا میں جہالت و بربریت کا دور دورہ ہوتا ہے مخلوق عالم حقیقی معبود اور اصلی محسن و منعم کو چھوڑ کر خدایان باطل کی پرستش میں محو اور سرگرم ہو جایا کرتی ہے۔ اس وقت رحمت رب جوش زن ہوتی ہے اور ایک سچا ہادی اور اصلی معنوں میں جس کو رہبر کہا جا سکتا ہے مبعوث فرماتا ہے جسکا سلسلہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی آخری کڑی سرور کائنات آنحضور محمد صلعم قرار دیئے جاتے ہیں آپ دنیا میں آتے ہی مخلوق عالم کی اصلاح شروع کر دیتے ہیں چنانچہ جہاں آپ نے فرمایا قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون، جہاں آپ نے یہ تعلیم دی لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت او حرقت اور جہاں یہ کہا لا تقتلوا اولادکم خشیت املاق وہاں ساتھ ہی ساتھ محبت کی بھی تعلیم دی اور ان لفظوں میں تلقین فرمائی لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا۔ یعنی ایمان کے ساتھ محبت بھی ایک ضروری چیز ہے۔ آپ نے لوگوں کو محبت کرنے کی تعلیم دی پس ضروری اور موثر امر یہ تھا کہ آپ پہلے خود عمل کر کے دکھلا دیتے۔ کیونکہ خداوند قدوس ان لوگوں کی تردید فرماتا ہے جو لوگ کہتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے چنانچہ ارشاد باری یوں ہے لم تقولون ما لا تفعلون۔ چنانچہ آپ نے خود اس پر عمل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوسکے دکھا دیا یہ تو عوام کو بھی معلوم ہے کہ حضور سے اصحاب کرام کو بڑی محبت تھی لیکن یہ بھی یقینی چیز ہے کہ آنحضور کو بھی صحابہ سے بیحد محبت تھی جیساکہ مندرجہ ذیل واقعات سے آنحضور کی محبت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے اللہ رب العٰلمین ارشاد فرماتا ہے لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ہم یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ حقیقی محبت اعلیٰ جذبہ ہے بلکہ محبت ہی قوت القلب ہے محبت ہی غذا ءالارواح ہے محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے بعثت نبوی سے قبل جہاں علم وحکمت تہذیب وتمدن شرافت و انسانیت کا خون کر دیا گیا تھا وہاں محبت ومودت کا بھی نام ونشان نیست ونابود ہو چکا تھا۔ چنانچہ اپنی عزیز اولاد کو زندہ درگور کرنا اسی کا نتیجہ تھا۔ آپ نے آکر محبت کا شیریں وجانفزا پیام سُنایا۔ ساری برائیاں دور کرتے ہوئے اصلی محبت اور سچی الفت کی تعلیم دی اور خود اپنے اصحاب کرام سے حد درجہ بے لوث محبت کی۔ چنانچہ آپ نے جب اوائل اسلام میں توحید کی اشاعت شروع کی تو آپ کو شدائد ومصائب سے دوچار ہونا پڑا مگر تبلیغ میں کوئی چیز سدِّ راہ نہ ہو سکی کچھ دنوں بعد چند لوگ آغوش اسلام میں داخل ہوئے ان کو بھی تکالیف اور مصیبتوں کا آماجگاہ بنایا گیا وہ تکلیفیں دی گئیں کہ الامان والحفیظ۔ چنانچہ حضرت بلالؓ وغیرہ کا واقعہ کسقدر اہم اور رنج وغم سے مملو ہے۔ آنحضورؐ نے جب ان تکالیف کو دیکھا تو آپ کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ آپ اپنے دوستوں کی تکلیف دیکھتے چنانچہ آپ نے فوراً ہی اجازت دیدی کہ وہ ہجرت کر جائیں لیکن آپ خود ٹھیر کر حکم خداوندی کا انتظار کرتے رہے آخر آپ بھی باجازت رب العزت مدینہ منورہ کو کوچ کر گئے۔ پھر انصار کو مہاجرین کی خدمت ودلداری کی جو تعلیم دی اور خود انصار کی جسقدر دلجمعی کی اپنی حیات وممات کو انصار میں بتلایا یہ آپ کی محبت کی کھلی ہوئی دلیل ہے غزوہ احد کے شہداؤں کے مدفن پر وفات سے دو ایک برس قبل آپ کا جب گذر ہوتا ہے آپ پر سخت رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ اسوقت چند کلمات ایسے پُر درد کہتے ہیں جیسے کہ کوئی شخص ہمیشہ کیلئے زندوں سے جدا ہو رہا ہے یہ تھی آپ کی محبت۔

بیر معونہ کا واقعہ یاد ہوگا جبکہ چند لوگ دربار نبوی میں مسلمانی صورت لیکن قلب میں کفر کی چھریاں لئے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارا قبیلہ مسلمان ہو چکا ہے لہذا آپ ہماری معیت میں چند ایسے افراد کو روانہ کیجئے جو کہ اسلامی احکام سے ہماری قوم کو بخوبی آشنا کر سکیں۔ چنانچہ آپ چالیس قراؤں کو جن کے اکثر افراد اصحاب صفہ سے تعلق رکھتے تھے روانہ کرتے ہیں لیکن اصحاب کرام کے ساتھ غداری اور بیوفائی کی جاتی ہے اور تمام اصحاب کرام شہید کر دیئے جاتے ہیں جس وقت یہ روح فرسا خبر آپ سنتے ہیں آپ کے خرمنِ محبت میں رنج وغم کے آتش فشاں شرارے بھڑک اٹھتے ہیں آپ کو ان غداروں اور بیوفاؤں کی ستم کاری کی وجہ سے وہ صبر شکن صدمہ ہوتا ہے کہ تمام عمر کبھی ہوا ہی نہیں چنانچہ آپ ان بدبختوں کیلئے مہینہ بھر فجر کی نماز میں بدعا کرتے ہیں

قبیلہ عرنیہ کا واقعہ جنھوں نے اصحاب کرام کو قتل کیا تھا آہ ! ثم آہ کسقدر المناک اور غمناک ہے چند لوگ آنحضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم لوگ مریض ہیں اس مرض سے صحتیاب ہونا چاہتے ہیں سرور کائناتؐ فرماتے ہیں تم فلاں جگہ چلے جاؤ اور وہاں پر اصحاب کرام کے اونٹ ہیں ان کا پیشاب وغیرہ پینا چنانچہ قبیلہ عرنیہ کے لوگ وہاں جاتے ہیں اور ایک مدت تک وہاں رہتے ہیں جب ان لوگوں کو صحت کلی حاصل ہو جاتی ہے۔ عاشقان نبوی کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدا کی طرف چلتے ہیں اور صحابہ کرام کو قریش کے وفد وغیرہ لیکر چلے جاتے ہیں لیکن جس وقت یہ ہوش ربا خبر سردار دو جہاں کو پہنچتی ہے تو آپ [illegible] ہوجاتے اور اسی وقت ایک لشکر جرار کو حکم دیتے ہیں کہ ان کو فوراً گرفتار کرکے لائیں چنانچہ وہ [illegible] آپ فرماتے ہیں کہ ان بدبختوں اور بدکرداروں کو ٹھیک اسی طرح قتل کرو جس طرح انھوں نے [illegible] کو بیدردی سے قتل کیا تھا چنانچہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو کہ انھوں نے محبوب خدا کے دوستوں [illegible] کے ساتھ کیا تھا یہ تھا آپ کی محبت کا نتیجہ۔

آپ کی محبت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ [illegible] المناک تکلیفوں میں حضور نے بددعا نہ کی بلکہ اللھم اھد قومی [illegible] آپ [illegible] میں آپ کے آئندہ ہونے والے [illegible] بھی پتہ چلتا ہے کہ [illegible] صحابہ کرام کے قتل پر آپ بد دعا کرتے ہیں لیکن اپنی تکالیف [illegible] ہوتے دل میں صحابہ کی [illegible]۔

چنانچہ [illegible] شروع ہونے والی ہے آپ سجدہ میں خداوند قیوم سے گریہ وزاری کرتے ہوئے [illegible] تیری عبادت کون کریگا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ [illegible] خبر ملتی ہے کہ حضرت عثمان شہید کر دئے گئے۔ آپ بیتاب ہو جاتے ہیں اور عزم بالجزم [illegible] انتقام [illegible] نا ممکن ہے چنانچہ اسی بنا پر آپ اصحاب کرام سے بیعت لیتے ہیں جو بیعت رضوان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کا تذکرہ خداوند قدوس اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیۃ یہاں سے بھی خوب ظاہر ہو گیا۔ کہ آنحضور کو اصحاب کرام سے کس قدر محبت تھی [illegible] جس نے آپ کو انتقام لینے پر مجبور کیا۔ ایک غزوہ میں ایک صحابی کو تکلیف پہنچتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دیتے ہیں تاکہ آپ ان کی اچھی طرح خدمت و عیادت کرسکیں کیونکہ کوئی اپنے دوست سے جدائی کسی صورت میں [illegible] کرسکتا چہ جائیکہ حالت بیماری میں۔ ایک معرکہ میں ایک صحابی زخمی ہوجاتے ہیں اور اسی حالت میں جنبی ہوجاتے ہیں وہ دیگر صحابہ کرام سے غسل کے متعلق دریافت کرتے ہیں صحابہ ان کو جواب دیتے ہیں کہ پانی ہوتے ہوئے تیمم [illegible] کیا معنی تیمم تو اس صورت میں ہے جبکہ پانی نہ ملے اور یہاں تو پانی موجود ہے۔ چنانچہ وہ غسل کرتے ہیں جس کی وجہ سے شہید ہو جاتے ہیں یہ خبر جسوقت آپ کو ملتی ہے آپ کو سخت صدمہ ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں۔ قاتلوہ قتلھم اللہ۔ ایک صحابیہ مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوجاتا ہے۔ صحابہ کرام ان کو دفن کردیتے ہیں چونکہ یہ رات کا موقع تھا اس لئے صحابہ کرام نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو تکلیف دی جائے لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا اور مجھے خبر بھی نہیں دی گئی آپ صحابہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کیا تم نے اس کو معمولی کام سمجھا ہے اس کہنے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ خود قبرستان تشریف لیجاتے ہیں اور ان کی قبر پر جاکر دعا و استغفار کرتے ہیں۔ یہ تھی آپ کی محبت۔

حدیث شریف میں ہے آپ فرماتے ہیں تین مسجدوں کے علاوہ کسی کیلئے سواری کھینچنا جائز نہیں۔ حالانکہ آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسجد قبا جایا کرتے تھے۔ دراصل مسجد کی زیارت کے ساتھ وہاں اصحابِ کرام کی ایک جماعت موجود تھی جنکی اصلی محبت اور حقیقی الفت آنحضورؐ کے قعرِ قلب میں پیوست ہو چکی تھی جن کی ملاقات کیلئے آنحضورؐ خود تشریف لیجایا کرتے تھے کیا یہ محبت نہیں ہے ہم غزوہ خندق کے موقع پر آنحضورؐ خود صحابہ کرامؓ کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہیں۔ گو فاقہ سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے لیکن یہ کب گوارا تھا کہ اصحاب کرام تو خندق کھودیں اور آپ بیٹھے رہیں نہیں نہیں محبت کا اقتضا تو یہ ہے کہ خود بھی شرکت کرتے جیسا کہ آپ نے کیا۔ حاطب بن بلتعہ کے واقعہ میں کیا ہوا تھا جبکہ انھوں نے ابوسفیان کے نام خط لکھ بھیجا تھا اور وہ پکڑ لیا جاتا ہے اور تمام راز افشا ہو جاتا ہے دربارِ نبوی میں ان کو حاضر کیا جاتا ہے وہ اقرار کرتے ہیں اس موقع پر آنحضورؐ کی محبت شاملِ حال نہ ہوتی تو ان کی گردن اڑادی جاتی حضرت عمر فاروقؓ جیسے غیور مسلمان کب یہ حرکت دیکھ سکتے تھے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ان کی گردن اڑادوں لیکن آپ کب اجازت دینے والے تھے۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں مذہبی جوش کم تھا؟ نہیں بلکہ آپ کے قلب میں ان کی محبت جگہ پکڑے ہوئے تھی۔ ایک غزوہ میں چند صحابہ شہید ہو جاتے ہیں جونہی یہ خبر آپ کو پہونچتی ہے سخت قلق ہوتا ہے آپ مسجد میں جا کر تنہا بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے آنحضورؐ کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ ماں باپ کو کجا خود ان کے نفسوں سے زیادہ آپ ان سے محبت کیا کرتے تھے چنانچہ خداوند قیوم ارشاد فرماتا ہے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم آپ فرماتے ہیں کہ کوئی ہمارے اصحاب کو گالی نہ دے اسی طرح آپ فرماتے ہیں جس نے ہمارے اصحاب کو تکلیف پہنچائی گویا کہ مجھے تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے ہمارے اصحاب سے محبت کی گویا کہ مجھ سے محبت کی کیونکہ محبوب کی تکلیف اپنی ہی تکلیف ہوا کرتی ہے۔

آپ کو اصحاب کرام سے محبت تھی یہی وجہ تھی آپ صحابہ کرامؓ کی تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کیا کرتے تھے ان کی ادنیٰ تکلیف پر بے قرار ہو جایا کرتے تھے جیسا کہ واقعات مذکورہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ حضرت ابوبکرؓ کو اگر صدیق کا خطاب ملا تو صرف اسلئے کہ آپ نے ان سے محبت کی اگر عمر فاروقؓ کو فاروق کا خطاب ملا تو اسلئے کہ آپ نے محبت کی اسی طرح حضرت علیؓ اگر حیدر کرار خیبر شکن ہوئے اور حضرت خالد سیف اللہ ہوئے تو صرف اس خاطر کہ سردارِ دوجہاں نے ان سے محبت کی تھی ہاں یہی نہیں بلکہ اصحاب کرام نے اندلس کو فتح کیا ایران پر سکہ جمایا اور یورپ میں اسلامی جھنڈا لہرایا بلکہ عالم کے چپہ چپہ میں اسلامی پرچم لہرایا تو صرف اسلئے کہ خدا کے محبوب نے ان سے محبت کی تھی پس یہ محبت کا نتیجہ اور محبت کی طلسم کاریاں اور سحر کاریاں تھیں جن کی وجہ سے دین دنیا انھوں نے حاصل کیا کیونکہ جس کو خدا کا محبوب محبوب رکھے پھر اس کا کیا ہی پوچھنا۔ احادیث و تاریخ ہزاروں واقعات سے لبریز ہیں میں نے بطور نمونہ چند واقعے پیش کئے ہیں جن سے خوب واضح ہو گیا کہ معلم محبت کو اصحاب کرام سے کس درجہ محبت تھی کیونکہ جب تک دونوں طرف سے محبت نہ ہو اس وقت تک محبت میں کچھ لطف ہی نہیں چنانچہ حضور اکرمؐ اور آپ کے صحابہؓ حسب ذیل شعر کی اعلیٰ مثال تھے ؎

پروانہ اور شمع کے جلنے کا کچھ نہ پوچھ
دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

❖

© rasailojaraid.com